Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography

ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)

Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index

Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

عہد نبوی ﷺ میں نقیبوں و عریفوں کا نظام ہیئت ترکیبی، تشکیل اور نظائر و امثلہ

The System of Naqeebs and Areefs in the era of the Prophet (ﷺ): Composition, Structure and Analogies

Sahib Din*

PhD Scholar, Government College University Faisalabad, Pakistan

Email: sahibdin08454@gmail.com

Prof. Dr. Humayun Abbas Shams

Professor/Dean Faculty of Islamic Studies, Government College University Faisalabad

Email: drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Abstract

In the era of the Prophet ﷺ, the system of Naqeebs and Areefs was an important part of creating an orderly and fair social structure. This system was created to ensure the welfare and discipline of the people. This system of ``Areef" existed in the Jahiliyyah period and was maintained with some changes in duties during the Prophet's reign. The"Areef"was represented on the basis of small constituencies and neighborhoods, and his responsibilities were limited to regional and elementary levels. Were He used to look after the rights and duties of the people of his neighborhood or area and kept the Naqeeb (chieftain) informed in every tribe, one Areef was appointed for ten people. Generally, an experienced, intelligent and wealthy person from the tribe was chosen as Areef, who could not only look after the affairs of the people of his circle, but also protect the rights of the people of his circle in dealings with other parties and tribes. On the contrary, Naqeeb's responsibilities were more extensive. He represented at country and national level. A Naqeeb was appointed for every ten Areefs. The system of Nuqaba was present among the Arabs, but it is also mentioned in the earlier periods. Put an end to people's conflicts and differences, be fully aware of people's situations. Also keep the government informed about their conditions and needs. Keep informing the government about the abilities of especially talented and talented people, so that the government can benefit from their skills and abilities. On the occasion of Bayat al-Aqba, Imam al-Mutaqeen ﷺ also informed them of their duties.

Keywords: Prophet's Era, Naqeeb And Areef, Formation, Composition, Social Structure

تعارف:

عہد نبوی ﷺ میں نقیبوں اور عریفوں کا نظام ایک منظم اور منصفانہ معاشرتی ڈھانچے کی تشکیل کا ایک اہم حصہ تھا۔ یہ نظام لوگوں کی فلاح و بہبود اور نظم و ضبط کو یقینی بنانے کے لئے تشکیل دیا گیا تھا۔ یہ نظام "عریف" زمانہ جاہلیت میں موجود تھا اور حضرت محمد ﷺ کے دور میں، "عریف" کا نظام کچھ تبدیلیوں کے ساتھ برقرار رکھا گیا۔ عریف چھوٹے محلوں اور علاقوں کی نمائندگی کرتا تھا، اور اس کی ذمہ داریاں زیادہ تر مقامی سطح پر ہی محدود ہوتی تھیں۔ عریف اپنے علاقے کے لوگوں کے حقوق اور فرائض کی دیکھ بھال کرتا تھا اور نقیب (سردار) کو اپنے علاقے کے حالات سے آگاہ رکھتا تھا۔ ہر قبیلے میں دس افراد پر ایک عریف مقرر ہوتا تھا، اور عموماً ایک تجربہ کار، سمجھدار اور صاحبِ حیثیت شخص کو اس عہدے کے لیے منتخب کیا جاتا تھا تاکہ وہ نہ صرف اپنے لوگوں کے مسائل حل کر سکے

---

* Email of corresponding author: sahibdin08454@gmail.com

بلکہ دوسرے قبائل کے ساتھ تعلقات میں بھی اپنے قبیلے کے حقوق کی حفاظت کر سکے۔ نقیب کی ذمہ داریاں زیادہ وسیع ہوتی تھیں، اور وہ ملکی یا قومی سطح پر نمائندگی کرتا تھا۔ ہر دس عریفوں پر ایک نقیب مقرر کیا جاتا تھا۔ نقباء کا نظام عربوں میں پہلے سے موجود تھا، اور اس کا ذکر قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی ملتا ہے۔ نقباء کا کام یہ تھا کہ وہ لوگوں کے آپس کے جھگڑوں کو حل کریں، ان کے حالات پر نظر رکھیں، اور حکومت کو ان کی ضروریات سے آگاہ کریں۔ نقیب خاص طور پر باصلاحیت اور ماہر افراد کی شناخت کر کے حکومت کو بتاتا تھا تاکہ ان کی صلاحیتوں سے ملک کو فائدہ پہنچایا جا سکے۔ بیعت عقبہ کے موقع پر امام المتقین ﷺ نے بھی جو نقیب مقرر فرمائے تھے، انہیں بھی ان کے فرائض سے آگاہ کیا تھا۔ مقالہ میں نقباء اور عرفاء کے اس نظام ہیئت ترکیبی اور تشکیل کو بمعہ امثلہ و نظائر بیان کیا جائے گا۔

عہد نبوی ﷺ میں نقیبوں و عریفوں کا نظام ہیئت ترکیبی و تشکیل:

وہ معاشرہ جس سے قرآن اور اس کے ماننے والے براہ راست سامنا کر رہے تھے، اس کی اپنی تہذیب، اصول اور اقدار تھیں۔ خاص طور پر مکہ مکرمہ میں ایک خاص طرح کا حکومتی نظام قائم تھا۔ اس پس منظر میں اسلام نے ان چیزوں سے کیسے نمٹا؟ کیا اسلام نے زمانہ جاہلیت کے معاشرتی اداروں، اقدار، اقتصادی طریقوں اور سیاسی نظام کو مکمل طور پر مسترد کر دیا؟ من و عن قبول کر لیا گیا؟ ترمیم و اضافہ کے ساتھ اختیار کیا گیا؟ سید عرب و عجم حضور اکرم ﷺ نے بعض سیاسی و انتظامی معاشرتی اداروں کو چند ضروری ترامیم کے ساتھ برقرار رکھا جو عرب قبائل میں پہلے سے موجود تھے۔ جیسے عرافہ اور نقابہ کے ادارے، یہ قدیم ادارے عرب معاشرے میں بڑی اہمیت کے حامل تھے۔ ان اداروں میں کام کرنے والوں کو بالترتیب "عرفاء و نقباء" کہا جاتا تھا۔ (عریف کی جمع عرفاء اور نقیب کی جمع نقباء ہے)۔

عرفاء کا نظام ہیئت ترکیبی و تشکیل:

دور نبوی ﷺ میں قیادت کا ایک منظم نظام تھا جس میں مختلف سطحوں کے افسر مقرر کیے جاتے تھے۔ سب سے چھوٹی سطح کے افسر کو "عریف" کہا جاتا تھا۔ عرفاء کا انتخاب مقامی لوگوں کے ذریعے ہوتا تھا اور وہ اپنے قبیلے یا گروہ کی نمائندگی کرتے تھے۔ عریف ایک چھوٹے گروہ کا نمائندہ ہوتا تھا اور ہر قبیلے کے دس افراد پر ایک عریف مقرر ہوتا تھا۔ عموماً قبیلے کے تجربہ کار، سمجھدار اور مالدار شخص کو عریف منتخب کیا جاتا تھا، تاکہ وہ اپنے گروہ کے معاملات سنبھال سکے اور دوسرے قبائل یا جماعتوں کے ساتھ تعلقات میں اپنے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کر سکے۔ عریف کی ذمہ داری نقیب سے کچھ مختلف ہوتی تھی، لیکن وہ بھی تنظیم و ترتیب کے لیے اہم کردار ادا کرتا تھا۔ عریف کی چند اہم ذمہ داریاں یہ تھیں:

- اپنے گروہ یا خاندان کے افراد کے درمیان رابطہ کاری کرنا اور ان کے مسائل و تنازعات کو نقیب یا اعلیٰ حکام یا قاضی تک پہنچانا۔
- قبیلہ کے اندر نظم و ضبط کو برقرار رکھنا اور ان کے درمیان پیش آنے والے تنازعات کو حل کرنا۔
- اپنے ماتحت افراد کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنا اور انہیں اسلامی قوانین و تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کی ترغیب دینا اور حکومتی احکامات کی تعمیل کروانا۔
- گروہ یا خاندان کے افراد کو مدد و معاونت فراہم کرنا، خصوصاً جب انہیں مالی یا دیگر مشکلات کا سامنا ہو۔
- فوجی مہمات کے دوران اپنے گروہ کی کمان سنبھالنا۔

قبیلے کی تنظیمات میں کچھ اہم افراد جو شیخ اور قبیلے کی مشیخت کے علاوہ ہوتے تھے، جنہیں قوم کے سردار کہا جاتا ہے، اور ان کا قبیلے کی زندگی میں نمایاں انتظامی کردار ہوتا تھا۔ ان میں سے ایک "عریف"، جو ان قبائل میں خاص کردار ادا کرتا تھا، جو ریاستوں کے ماتحت ہوتی تھیں۔ اس طرح عریف بادشاہ کی آنکھیں اور کان بن کر کام کرتا تھا، یعنی وہ اپنے قبیلے کی حالت اور معاملات کی رپورٹ بادشاہ یا مرکزی حکام کو دیتا تھا اور "نقیب" بھی ایک انتظامی شخصیت تھی، لیکن

اس کی اہمیت سردار سے کم ہوتی تھی۔ یہاں پر "عریف" اور "نقیب" کے انتظامی کاموں میں کچھ تداخل ہوتا تھا، جس کی وجہ سے بعض نے ان دونوں کو ایک ہی شخص سمجھا ہے۔[1]

ایک ایسا صالح اجتماعی نظام جس میں عوام الناس کو ہر قسم کے حقوق حاصل ہوں۔ ایسے سسٹم کا دارومدار ان اشخاص کے طرز عمل پر مبنی ہے جو اس نظام کو چلاتے ہیں، جس کو اردو زبان میں قیادت کہا جاتا ہے اور عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ عربی زبان میں اسے عرفاء کہا جاتا ہے جو عریف کی جمع ہے، جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ الْعِرَافَةَ حَقٌّ وَلاَ بُدَّ لِلنَّاسِ مِنَ الْعُرَفَاءِ وَلَكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِي النَّارِ“[2]

علاقائی نمائندگی حق ہے اور لوگوں کے لیے نمائندے مقرر کرنا لازم ہے لیکن برے نمائندے جہنم میں ہوں گے۔

عریف راہنما، کسی چیز سے باخبر، قوم کا سردار، منتظم، کارپورل اور قائد کے معنی میں آتا ہے۔[3]

عریف اس کو کہتے ہیں جو لشکر کے احوال پر نگران ہوتا ہے، وہ اپنے قبیلہ اور جماعت کے امور اور احوال کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ آج کل کے دور میں اس کا اطلاق کسی گاؤں یا علاقے کے چوہدری پر کیا جا سکتا ہے۔[4]

”عریف“ کا مطلب ہے وہ شخص جو کسی قبیلے یا گروہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے معاملات کو دیکھے اور ان کی ضروریات اور حالات سے رہنماؤں یا حکمرانوں کو آگاہ کرے۔

لسان العرب میں عریف کی تعریف یہ ہے:

”هوالقيم باموارلقبيلة اولجماعة من الناس يلى امور هم ويعرف الاميرمن احوالهم۔“[5]

وہ قبیلے یا گروہ کے امور کا نگہبان ہوتا ہے اور ان کے حالات سے امیر یا نقیب کو مطلع کرتا ہے۔

تاج العروس میں عریف اس شخص کو کہا گیا ہے:۔

”هورئيس القوم لمعرفته بسياسة القوم “[6]

جو قوم کی قیادت کرتا ہے اور ان کے سیاسی معاملات کو سمجھتا ہے۔

امام عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ عریف کا ایک اہم کام یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور انہیں قانون پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جب کوئی شخص عریف بن جاتا ہے تو وہ خود اور اس کے زیر سایہ لوگوں کو بھی قانون کے مطابق عمل کرنا پڑتا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:

”فاذا اقام على قوم عريفا لم يسع كل احدالاالقيام بما امربه “[7]

پس جب کسی قوم پر عریف مقرر کیا جاتا ہے تو ہر فرد کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اس کے حکم کے مطابق عمل نہ کرے۔

نظائر و امثلہ:

امام مالکؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ:

- ”عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، أَنَّهُ وَجَدَ مَنْبُوذاً فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى أَخْذِ هَذِهِ النَّسَمَةِ؟ فَقَالَ: وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا. فَقَالَ لَهُ عَرِيفُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَكَذَلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ عُمَرُ: اذْهَبْ فَهُوَ حُرٌّ، وَلَكَ وَلاَؤُهُ، وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ۔“[8]

حضرت سنین ابو جمیلہؓ، جو بنی سلیم کے ایک شخص تھے، سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطابؓ کے دور میں ایک لاوارث بچے کو پایا۔ وہ اسے حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس لے آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا: تم نے اس بچے کو اٹھانے کی کیا وجہ سمجھی؟ انہوں نے کہا: میں نے اسے گمشدہ پایا، اس لیے اٹھالیا۔ اس پر اس کے عریف (ذمہ دار شخص) نے کہا: اے امیر المؤمنین، یہ ایک نیک آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا: کیا یہ سچ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ تو حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: جاؤ، یہ بچہ آزاد ہے، اس کی ولایت تمہیں ملے گی اور اس کا خرچہ ہمارے ذمہ ہو گا۔

آقا کریم ﷺ نے عوام کا اقتدار میں شمولیت کا دوسرا طریقہ اختیار فرمایا وہ اختیارات کو نچلی سطح پہ منتقل کرنا تھا تا کہ لوگوں کی ریاستی امور میں دلچسپی بڑھے اور وہ خود کو ریاست کا حصہ تصور کریں نہ کہ اپنے آپ کو اس سے جدا سمجھیں۔ ان میں پھر وہی مشاورت کا سلسلہ، جس میں سرور کائنات ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک انتہائی کمال نظم و ضبط قائم فرمایا کہ ہر دس افراد پہ ایک عریف مقرر کیا اور پھر ہر دس عریفوں کے اوپر ایک نقیب مقرر کیا اور سو نقیبوں کی ایک مجلس مشاورت (پارلیمنٹ) تھی جو سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ مسجد نبویؐ میں اور دیگر مقامات پہ مشاورت کرتی تھی۔ ایسا نظام مشاورت قائم کیا گیا جس میں ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے تا کہ کوئی عام شخص بھی یہ دعویٰ نہ کر سکے کہ وہ مشاورت میں شامل نہیں تھا۔ آقا کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ایک سو عرفاء و نقباء تمام قبائل عرب کی آواز تھے۔ کیونکہ اس مجلس مشاورت میں قبیلوں کے مسائل ان عرفاء و نقباء کے واسطے سے زیر بحث لائے جاتے تھے۔

- صحیح بخاری کی حدیث پاک ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آقا کریم ﷺ نے بعض جگہوں پر قبائل کے عوامی ہجوم سے بات کرنے کی ہدایت کی اور بعض مقامات پہ قبائل کے عوامی ہجوم کی بجائے فرمایا کہ اپنے نمائندے بناؤ اور ان کے ذریعے میرے ساتھ بات چیت طے کرو، تا کہ تمہارا ان پہ اعتماد بنے اور تمہیں یہ احساس ہو کہ ہم جن لوگوں کو تمہارے اوپر مقرر کرتے ہیں ہم انہیں تمہارا صحیح خیر خواہ اور نمائندہ تصور کرتے ہیں جو تمہاری درست آواز اوپر تک پہنچاتے ہیں:

> حضرت مسور بن مخرمہؓ روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (غزوہ حنین کے بعد) جب قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا تو انہوں نے درخواست کی کہ ان کے مال و دولت اور ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سچی بات جو مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ تمہیں اپنے دو مطالبوں میں سے صرف کسی ایک کو اختیار کرنا ہو گا، یا قیدی واپس لے لو، یا مال لے لو، میں اس پر غور کرنے کی وفد کو مہلت بھی دیتا ہوں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے طائف سے واپسی کے بعد ان کا (جعرانہ میں) تقریباً دس رات تک انتظار کیا۔ پھر جب قبیلہ ہوازن کے وکیلوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ ان کے مطالبہ کا صرف ایک ہی حصہ تسلیم کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم صرف اپنے ان لوگوں کو واپس لینا چاہتے ہیں جو آپ کی قید میں ہیں۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا، امابعد! یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ اس لیے میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدیوں کو واپس کر دوں۔ اب جو شخص اپنی خوشی سے ایسا کرنا چاہے تو اسے کر گزرے۔ اور جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا حصہ باقی رہے اور ہم اس کے اس حصہ کو (قیمت کی شکل میں) اس وقت واپس کر دیں جب اللہ تعالیٰ (آج کے بعد) سب سے پہلا مال غنیمت کہیں سے دلا دے تو اسے بھی کر گزرنا چاہئے۔ یہ سن کر سب لوگ بولے پڑے کہ ہم بخوشی رسول کریم ﷺ کی خاطر ان کے قیدیوں کو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح ہم اس کی تمیز نہیں کر سکتے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی ہے۔ اس لیے تم سب (اپنے اپنے ڈیروں میں) واپس جاؤ اور وہاں سے تمہارے عرفاء تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔ چنانچہ سب لوگ واپس چلے گئے۔ اور ان کے عریفوں نے (جو ان کے نمائندے تھے) اس صورت حال پر بات کی۔ پھر وہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو بتایا کہ سب نے بخوشی دل سے اجازت دے دی ہے۔[9]

نچلی سطح پر اختیارات کی منتقلی کا مطلب یہ تھا کہ فیصلے کرنے میں مشاورت کا عمل دونوں طرف سے ہو، یعنی اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر۔ اس نظام کے ذریعے عوام کی شرکت، حکومت میں یقینی بنائی جاسکتی تھی۔ بعد میں خلفائے راشدین نے بھی یہی طریقہ اپنایا۔

- ابن اسحاق (متوفی 151ھ) نے ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اسامہ بن زیدؓ کو جب شام کی طرف روانہ کیا تو حکم دیا کہ وہ گھوڑوں کو فلسطین کی سرزمین البلقاء اور الداروم کی سرحدوں تک لے جائیں، اس قافلے میں قیادت میں سب سے چھوٹی اکائی "عرفاء" تھے۔[10]

جناب نبی اکرم ﷺ نے تین افراد امیر، عریف اور امین کو ہلاکت کے حوالہ سے ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے اور ان تینوں کا تعلق مسلمانوں کے نظام مملکت سے ہے۔

"امراء کے لیے ہلاکت ہے، عرفاء کے لیے ہلاکت ہے اور امناء (امانت رکھنے والوں کے لئے) ہلاکت ہے۔"[11]

- سرکار دو جہاں ﷺ نے امیر، کاتب اور عریف کا عہدہ نہ لینے والوں کو کامیابی کی نوید سنائی ہے، کیونکہ عہدے بندوں کے لئے آزمائش ہوتے ہیں۔ اگر عہدہ کے فرائض احسن طریقے سے انجام دیئے تو کامیابی ہے، اگر ایمانداری سے فرائض ادا نہ کر سکا تو اس کے لئے ہلاکت ہے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے:

حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا، پھر فرمایا: "اے قُدیم! تو کامیاب ہوا، اگر اس حال میں فوت ہوا کہ نہ امیر بنا، نہ اس کا کاتب اور نہ عریف (اپنی قوم کا سردار۔"[12]

- علامہ بدر الدین العینیؒ نے غزوۂ حنین کے حوالے سے "عرفاء" کے انتخاب کو سنت قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ امیر یا امام کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ براہ راست تمام لوگوں کے حالات سے واقف ہو، اس لیے عرفاء کا ہونا ضروری ہے۔ عریفوں کا کام یہ ہے کہ وہ امیر اور رعیت کے درمیان پل کا کردار ادا کریں اور امام کی مدد کریں تاکہ لوگوں کے مسائل کو حل کیا جاسکے۔[13]

عریف کا عہدہ عہد نبوی ﷺ میں انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔ ان کی ذمہ داریاں مختلف مواقع پر نمایاں رہیں، جیسے مشاورت، رابطہ کاری، تنظیم و ترتیب، غزوات میں دشمن سے حفاظت، زکوٰۃ کی وصولی، عدالتی معاملات، سفری مہمات، پیغام رسانی اور تعلیم و تربیت۔ عریف نے اپنے گروہ کے افراد کی نگرانی، رابطہ کاری، اور مسائل کے حل میں نقیب یا امیر کی معاونت کی۔ ان کی کاوشوں نے اسلامی معاشرتی نظام کو مضبوط بنانے میں مدد دی اور معاشرتی نظم و نسق کو بہتر بنایا۔ سیاسی و انتظامی معاشرتی ادارہ عرافہ میں "عریف کا عہدہ" جاہلی دور میں بھی موجود تھا اور آپ ﷺ کے زمانے میں بھی فرائض کی کچھ تبدیلیوں کے ساتھ اسے جاری رکھا گیا۔

نقباء کا نظام ہیئت ترکیبی و تشکیل:

نقیب کا کردار قبائل کے سردار یا نمائندہ کا تھا۔ نقیبوں کا انتخاب قبائل کے افراد کرتے تھے۔ نقیب کی ذمہ داری ایک قبیلے یا گروہ کے اندر تنظیم و ترتیب کو قائم رکھنا تھی۔ عہد نبوی میں نقیب ایک اہم شخصیت ہوتی تھی جو اپنے قبیلے یا گروہ کی نمائندگی کرتا تھا اور ان کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رابطہ رکھتا تھا۔ نقیب کی چند اہم ذمہ داریاں یہ تھیں:

- اپنے قبیلے یا گروہ کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کے مسائل اور معاملات کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرنا۔
- اہم فیصلوں میں مشاورت کرنا اور اپنے قبیلے یا گروہ کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے اجتماعی فیصلے لینا۔
- قبیلے یا گروہ کے داخلی نظم و نسق کو برقرار رکھنا اور ان کے درمیان اتحاد و اتفاق کو فروغ دینا۔
- اپنے قبیلے یا گروہ کو دینی و دنیاوی معاملات میں رہنمائی فراہم کرنا اور انہیں اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کی ترغیب دینا۔
- فوجی اور سیاسی حکمت عملی کے فیصلوں میں شرکت کرنا، بیعت، جنگ یا معاہدات میں اپنے گروہ کی نمائندگی کرنا۔

اس میں عریف کی بہ نسبت زیادہ بڑے حلقے کی نمائندگی ہوتی تھی۔ ایک نقیب کے ماتحت دس عرفاء کام کرتے تھے اور ہر عرفاء کے ماتحت دس افراد تھے، اس طرح ایک نقیب کے ماتحت ایک سو دس (110) افراد کام کرتے تھے۔ کبھی کبھار کسی ایک بڑے قبیلے کا انچارج ایک نقیب کو بنا دیا جاتا، جہاں ان کا کام عریفوں کے برابر ہوتا تھا۔ کتب سیرت کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض صحابہؓ، جیسے حضرت سعد بن زرارہؓ کو "نقیب النقباء" مقرر فرمایا، جو براہ راست نقباء کی نگرانی (مانیٹرنگ) پر مامور تھے۔

نقیب کی اصطلاح کو بیعت عقبہ کے حوالہ سے دیکھیں تو اس میں نمائندگی کا پہلو واضح اور نمایاں نظر آئے گا کیونکہ بیعت عقبہ کے دونوں مواقع پر جب مدینہ منورہ کے دو اہم قبیلوں اوس اور خزرج کے نمائندوں نے اپنے قبائل کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو نہ صرف آپؐ نے ان کی بیعت کو قبول کیا بلکہ خود اپنے وجود مبارک کو ان نمائندوں کی نمائندگی پر اعتماد کرتے ہوئے اہل یثرب کے سپرد کر دینے کے فیصلے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ یہی بیعت بعد میں ہجرت کی بنیاد بنی۔ بیعت عقبہ میں اوس اور خزرج کی نمائندگی کرنے والوں کو حدیث میں "نقباء" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ (14)

لغت میں نقیب و عریف ہم معنی ہیں: حدیث میں "عرفاء" کا لفظ ہے جو "عریف" کی جمع ہے، اس کے معانی "نمائندہ" ہیں، اس لئے کہ عربی لغت کے معروف امام اسماعیل بن حماد الجوہریؒ نے "الصحاح" میں عریف اور نقیب کو ہم معنی قرار دیا ہے۔ نقیب کے لغوی معنی ہیں: قبیلے کا چودھری اور ذمہ دار سردار، صدر یونین محافظ و نگران افسر اعلیٰ، فوج کا کیپٹن۔ (15)

صاحب تاج العروس نے نقیب کی تعریف اس طرح کی ہے کہ:

> نقیب قوم کا گواہ اور سردار ہوتا ہے کیونکہ وہ ان کے حالات کی تحقیق و جانچ کرتا ہے اور ان کے بارے میں حکومت کو آگاہ کرتا ہے، اور کہا گیا کہ نقیب بڑا سردار ہوتا ہے۔) نقیب کو اس لیے نقیب کہا جاتا ہے کیونکہ وہ قوم کے اندرونی حالات سے واقف ہوتا ہے اور ان کی صلاحیتوں اور خوبیوں سے حکومت کو متعارف کراتا ہے۔ نقیب کا کام لوگوں کے حالات کو سمجھنا اور انہیں حکومت تک پہنچانا ہوتا ہے، اور یہ بہترین طریقہ ہے لوگوں کی حالت کو جانچنے کا۔

اسلامی ریاست میں سرکار دو عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے جو نظم پیدا کیا جس میں انہوں نے عوام کو اپنے ساتھ اقتدار میں شامل کیا- عوام کو شریک اقتدار کرنے کیلئے کثیر الجہتی اقدامات ریاست مدینہ میں اٹھائے گئے جن کو خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مزید وسعت دی-

تاجدار مدینہ ﷺ کے عہد میں اگرچہ تمام اختیارات رسول اللہ ﷺ کی ذات میں مرکوز تھے، تاہم ہادی عالم ﷺ نے نظم و نسق کو چلانے کے لئے مختلف لوگوں کو مختلف ذمہ داریاں سونپیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بحیثیت حکمران حکومت کے عہدوں پر ایسے خدا ترس، باصلاحیت، بے لوث، پاکیزہ کردار اور مخلص افراد کا تقرر کیا جو اسلام کی روح سے واقف، دین کے مزاج شناس، تجربہ کار اور تربیت یافتہ تھے۔ سید المرسلین ﷺ نے یہ بات ذہن نشین کرادی کہ حکومت کے عہدے حصول عزت و دولت اور کسب دنیا کے ذرائع نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ سرور کائنات ﷺ نے عوام کی اقتدار میں شمولیت کا اوّلین طریقہ مجلس مشاورت کے اہتمام سے فرمایا- پیغمبر اسلام ﷺ سے قبل بھی حکم الٰہی سے جتنے انبیائے کرامؑ نے حکومتیں قائم فرمائیں، مثلاً: سیدنا موسیٰؑ، سیدنا داوٗدؑ، سیدنا سلیمانؑ ان سب کے ہاں بھی یہی دستور تھا کہ وہ اپنی عوام کو مشاورت کے عمل سے اقتدار میں شریک کر لیتے تھے- جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

> "وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا" (16)
>
> اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور (اس کی تعمیل، تنفیذ اور نگہبانی کے لیے) ہم نے ان میں بارہ سردار مقرر کئے۔

یعنی خلافت، حکومت یا مملکت کو چلانے کے لیے ایک اصول تھا جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا کہ اس قوم کے منتخب اور معتبر لوگوں کو مشاورت میں شریک کر لیا جائے جن کے ذریعے سے پوری قوم اقتدار میں شریک ہو جاتی ہے۔حافظ ابن کثیر نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے جب بیعت عقبہ ثانیہ میں انصار سے بیعت لی تو ان میں حضور نبی کریم ﷺ نے بارہ نقیب مقرر کئے جن میں سے تین قبیلہ اوس اور نو قبیلہ خزرج سے تھے، جن کو سرکار دو عالم ﷺ نے مشاورت کے لیے اپنی مجلس شوریٰ میں شامل فرمایا۔"(17)

سرور کائنات ﷺ کے مقرر کردہ نقبائے مدینہ:

بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے منتخب کئے گئے نقبائے مدینہ کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا تھا۔اسمائے مبارک درج ذیل ہیں:

قبیلہ بنو خزرج کے نقباء:

1۔حضرت سعد بن زرارہؓ	خزرج/نقیب قبیلہ بنی نجار، نقیب اعظم یا نقیب النقباء بھی تھے۔
2۔حضرت منذر بن عمروؓ	خزرج/بنی ساعدہ
3۔حضرت عبد اللہ بن عمروؓ	خزرج/بنی سلمہ
4۔حضرت براء بن معرورؓ	خزرج/بنی سلمہ
5۔حضرت رافع بن مالکؓ	خزرج/بنی زریق
6۔حضرت عبادہ بن الصامتؓ	خزرج/بنی عوف
7۔حضرت سعد بن الربیعؓ	خزرج/بنی الحارث
8۔حضرت سعد بن عبادہؓ	خزرج/بنی ساعدہ
9۔حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ	خزرج/بنی الحارث

قبیلہ اوس کے نقباء:

1۔حضرت سعد بن خثیمہؓ	اوس/بنی عمرو بن عوف
2۔حضرت رفاعہ بن عبد المنذرؓ	اوس/بنی ظفر
3۔حضرت اسید حضیرؓ	اوس/بنی عبد الاشہل

ابن ہشام کہتے ہیں اہل علم بجائے حضرت رفاعہؓ بن عبد المنذر کے ابو الہیثمؓ بن التیہان کو نقیب شمار کرتے ہیں۔ان کا تعلق بنی عبد الاشہل سے تھا۔آپ ﷺ نے نقباء کے فرائض، اختیارات اور ان کی فضیلت و ذمہ داریوں کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن ابو بکرؓ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان نقباء سے فرمایا کہ: تم اپنی اپنی قوم پر کفیل ہو جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے اور میں اپنی تمام قوم یعنی تمام اہل اسلام پر کفیل ہوں، سب نے عرض کیا، بہت بہتر۔(18)

نقیبوں کے فرائض اور اختیارات یہ تھے کہ وہ لوگوں کے درمیان جھگڑوں اور اختلافات کو ختم کراتے، لوگوں کی حالت اور ضروریات کا خیال رکھتے اور ان کے بارے میں حکومت کو آگاہ کرتے۔خاص طور پر جب کسی شخص میں کوئی خاص صلاحیت یا مہارت ہوتی، تو وہ حکومت کو اس کے بارے میں بتاتے تاکہ

حکومت اس شخص کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔ اس طرح یہ بات واضح ہو گئی کہ جاہلی زمانہ کے یہ دو قدیم سیاسی و انتظامی ادارے اپنی پوری طاقت و روح کے ساتھ دور نبویؐ اور خلافت راشدہ، عہد بنو امیہ اور بنو عباس میں بھی کام کرتے رہے۔

عہد نبوی ﷺ میں نقیبوں اور عریفوں کی نظائر اور امثلہ:

ایسے معاملات جو اجتہادی مسائل (یعنی دینی معاملات) سے نہیں بلکہ انتظامی امور اور لوگوں کے حقوق سے متعلق تھے، ان میں عام لوگوں کو مشورے میں شامل کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان مسائل میں نقیبوں اور عریفوں (یعنی عام لوگوں) سے مشورہ لیا اور کئی مرتبہ اپنی رائے کے خلاف بھی ان کے فیصلے قبول کیے۔ مثال کے طور پر، غزوۂ احد کے موقع پر سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ ہمیں مدینہ میں رہ کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے یا کھلے میدان میں جنگ کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کی رائے تھی کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے، لیکن زیادہ تر صحابہ کرامؓ نے کھلے میدان میں جنگ کرنے کی رائے دی۔ آپ ﷺ نے اپنی رائے کے خلاف ان کا فیصلہ قبول کیا۔ بعد میں صحابہ کرامؓ نے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں آپ ﷺ کی رائے کو ماننا چاہیے تھا، لیکن آپ ﷺ نے فیصلہ نہیں بدلا۔ اسی فیصلے کے تحت جنگ مدینہ کی گلیوں میں نہیں بلکہ احد کے میدان میں ہوئی۔[19]

عہد نبوی میں نقیبوں اور عریفوں کے نظام کی متعدد نظائر اور امثلہ موجود ہیں، جو اس نظام کی اہمیت اور فعالیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ حدیث مبارکہ میں نقباء کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے:

”قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ، أَوْ نُقَبَاءَ، وَأُعْطِيتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ، قُلْنَا: مَنْ هُمْ ؟ قَالَ: أَنَا، وَابْنَايَ، وَجَعْفَرُ، وَحَمْزَةُ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَبِلَالٌ، وَسَلْمَانُ، وَالْمِقْدَادُ، وَحُذَيْفَةُ، وَعَمَّارٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ ،قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَسَنٌ غَرِيبٌ هَذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوفًا۔“[20]

حضرت علیؓ بن ابو طالب بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے سات نقیب عنایت فرمائے ہیں اور مجھے چودہ“، ہم نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں، میرے دونوں نواسے، جعفر، حمزہ، ابو بکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، مقداد، حذیفہ، عمار اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔“ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ یہ حدیث حضرت علیؓ سے موقوفاً بھی آئی ہے۔

عرفاء اور نقباء کی مزید نظائر و امثلہ درج ذیل ہیں:

1۔ میثاق مدینہ (عریفوں کی نمائندگی):

مدینہ میں نبی کریم ﷺ نے مختلف قبائل اور مذاہب کے درمیان میثاق مدینہ (مدینہ چارٹر) قائم کیا، جس میں ہر قبیلے کے عریف کی نمائندگی شامل تھی، عریفوں کی ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے گروہ کے معاملات کی نگرانی کریں، اور ان کے مسائل کو والی مدینہ ﷺ تک پہنچائیں۔[21]

2۔ جنگ بدر کے بعد قیدیوں کی تقسیم (عریف کا کردار):

جنگ بدر کے بعد، قیدیوں کی تقسیم اور ان کے ساتھ معاملہ کرنے کے لیے سید المرسلین ﷺ نے مختلف عریفوں کی مدد لی۔ عریفوں نے اپنے قبیلے کے قیدیوں کی شناخت اور ان کی رہائی کے معاملات کی نگرانی کی۔[22]

3۔ غزوہ تبوک کے موقع پر (عریفوں کا کردار):

غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مختلف عریفوں کو لوگوں کی حاضری اور تیاری کی نگرانی کے لیے مقرر کیا۔ عریفوں نے فوج کی تنظیم اور حاضری کو یقینی بنایا اور سرورِ کائنات ﷺ کو رپورٹ پیش کی۔ (23)

4۔ رعایا، امور حکومت سے متعلق سوال:

ہادی عالم ﷺ نے فرمایا: "سن رکھو! تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا، سو جو امیر (نقیب و عریف) لوگوں پر مقرر ہے وہ راعی (لوگوں کی بہبود کا ذمہ دار) ہے، اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا اور مرد اپنے اہل خانہ پر راعی (رعایت پر مامور) ہے، اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی راعی ہے، اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا اور غلام اپنے مالک کے مال میں راعی ہے، اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا، سن رکھو! تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔" (24)

5۔ غزوہ خندق (احزاب) کے موقع پر:

غزوہ خندق کے دوران مدینہ کے دفاع کے لئے نبی کریم ﷺ نے مختلف قبائل کو خندق کی کھدائی کے مختلف حصے تفویض کئے۔ ہر قبیلے کا نقیب اس بات کا ذمہ دار تھا کہ ان کا قبیلہ خندق کی کھدائی میں حصہ لے اور اپنے حصے کا کام مکمل کرے۔ نقیبوں نے اپنے قبائل کی نگرانی کی اور یہ یقینی بنایا کہ ہر فرد اپنے حصے کا کام پورا کرے۔ اس سے اجتماعی ذمہ داری اور تعاون کو فروغ ملا۔ (25)

6۔ صلح حدیبیہ:

صلح حدیبیہ کے موقع پر، نبی کریم ﷺ نے معاہدے کی شرائط کو نافذ کرنے اور قبائل کی طرف سے معاہدے کی پاسداری کو یقینی بنانے کے لئے نقیبوں اور عریفوں کو مقرر کیا۔ ان نقباء و عرفاء نے اپنے قبائل کو معاہدے کی شرائط سے آگاہ کیا اور یہ یقینی بنایا کہ ان کی جانب سے کسی بھی قسم کی ورزی نہ ہو۔ (26)

7۔ غزوہ موتہ:

غزوہ موتہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے لشکر کے مختلف حصوں کی کمان نقیبوں کے سپرد کی، جو فوج کی تنظیم اور نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ نقیبوں نے اپنی اپنی یونٹوں کی قیادت کی اور جنگ کے دوران ان کی حوصلہ افزائی کی۔ انہوں نے نظم و ضبط کو برقرار رکھتے ہوئے جنگی حکمت عملیوں کو نافذ کیا۔ (27)

8۔ تعلیمی اور تربیتی نظام:

مکہ میں دارارقم اور مدینہ میں اصحاب صفہ جیسے مقامات پر تعلیمی اور تربیتی سرگرمیوں کے لئے نقیبوں اور عریفوں کا نظام استعمال کیا گیا تاکہ نئے مسلمان اسلام کی تعلیمات کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں۔ نقیبوں اور عریفوں نے نئے مسلمانوں کی رہنمائی کی اور انہیں اسلامی اصولوں اور قوانین کی تعلیم دی۔ (28)

9۔ صدقات و خیرات، فطرانہ اور زکوۃ کی منصفانہ تقسیم:

صد قات اور خیرات کی منصفانہ تقسیم کے لئے امام الانبیاء حضور اکرم ﷺ نے نقیبوں اور عریفوں کو مقرر کیا تاکہ یہ عمل شفاف اور منصفانہ طریقے سے انجام پائے۔ نقیب اور عریف مستحقین کی شناخت کرتے اور صدقات اور خیرات ان تک پہنچاتے۔ اس سے معاشرتی انصاف اور مدد کی فراہمی یقینی بنائی گئی۔ [29]

10۔ مسجد نبوی ؐ کی تعمیر:

مدینہ ہجرت کے بعد مسجد نبویؐ کی تعمیر میں مختلف قبائل نے حصہ لیا۔ ہر قبیلہ اپنے نقیب کی سربراہی میں کام کرتا تھا۔ نقیبوں نے تعمیراتی کام کی نگرانی کی اور اس بات کو یقینی بنایا کہ ہر قبیلہ اپنے حصے کا کام مکمل کرے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد، نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلا کام مسجد نبویؐ کی تعمیر تھا۔ آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے مسجد کی جگہ کا انتخاب کیا۔ ہر قبیلے نے مسجد بنانے میں بھرپور حصہ لیا۔ کسی نے اینٹیں بنائیں، کسی نے پتھر اٹھائے، لکڑیاں کاٹیں، مٹی تیار کی، جھاڑیاں صاف کیں، زمین کو ہموار کیا، بنیادیں کھودیں اور سیڑھیاں بنائیں۔ سب مل کر اینٹیں اور مٹی اوپر پہنچاتے۔ ہر شخص کے چہرے پر خوشی تھی۔ نبی کریم ﷺ بھی خود مٹی اور پتھر اٹھاتے اور مسجد کی تعمیر میں شریک تھے۔ آپ ﷺ دعا کرتے تھے: "زندگی تو اصل میں آخرت کی ہے، اے اللہ! انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔" [30]

11۔ دعوتی مشن اور تبلیغ اسلام:

نبی کریم ﷺ نے مختلف نقیبوں کو دعوتی مشن پر بھیجا تاکہ وہ اسلام کی تبلیغ کریں اور لوگوں کو دین کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ کی طرف دعوتی مشن پر روانہ کیا۔ تعلیم قرآن کے ساتھ ساتھ آپؓ قبائل اوس اور خزرج کی امامت بھی کرواتے تھے۔ ان کے ساتھ ابن ام مکتومؓ بھی تھے۔ نقیبوں نے اپنی قیادت میں دعوتی سرگرمیوں کا انعقاد کیا اور نئے مسلمانوں کی تربیت کی۔ [31]

12۔ جنگ احد کے بعد زخمیوں کی دیکھ بھال:

جنگ احد کے بعد نقیبوں اور عریفوں نے زخمیوں کی دیکھ بھال اور ان کے علاج معالجے کی ذمہ داری لی۔ نقیب اور عریف زخمیوں کو طبی امداد فراہم کرتے اور ان کی صحت یابی کے لئے اقدامات کرتے تھے۔ [32]

13۔ قبیلہ بنی قریظہ کے ساتھ معاملہ:

جنگ خندق کے بعد، قبیلہ بنی قریظہ کی خیانت کے بعد، ان کے ساتھ معاملات طے کرنے میں نقیبوں اور عریفوں کا کردار اہم تھا۔ نقیبوں نے اپنے قبائل کو نظم و ضبط میں رکھا اور ہادی عالم ﷺ کے فیصلوں کو نافذ کیا۔ بنی قریظہ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو حاکم بنایا تھا۔ جو قبیلہ بنی اوس کے سردار (نقیب) تھے [33]

14۔ منافقین کے فتنہ کے خلاف:

مدینہ میں منافقین کے فتنہ کے خلاف ہادی عالم ﷺ نے نقیبوں اور عریفوں کو مقرر کیا تاکہ وہ ان کے خلاف اقدامات کریں اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھیں۔ نقیب اور عریف منافقین کی سرگرمیوں پر نظر رکھتے اور ان کے فتنہ انگیز منصوبوں کو ناکام بناتے۔ [34]

نقیب و عریف کا دیگر اسلامی اداروں اور اہم شخصیات سے تعاون:

- **مساجد:** مسجدوں میں نقیب اور عریف دونوں کی ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ اپنے گروہ یا قبیلے کے لوگوں کو نماز، قرآن کی تعلیم، دینی مسائل اور اخلاقیات کی تعلیم دیں۔ یہ لوگوں کو مساجد میں اجتماعی نماز میں شرکت کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔

- **بیت المال:** نقیب اور عریف، اپنے قبیلے یا گروہ کے مستحق افراد کے لیے بیت المال سے مالی امداد کا بندوبست کرتے تھے۔ یہ زکوۃ اور خیرات کی جمع آوری اور مستحقین تک ان کی تقسیم میں بھی مدد کرتے تھے۔
- **قاضی وعدلیہ:** نقیب وعریف، اپنے گروہ یا قبیلے کے اندر پیش آنے والے تنازعات کو قاضی یا عدالت تک پہنچاتے تھے اور ان کے حل میں تعاون کرتے تھے۔
- **شہادت (گواہی دینا):** نقیب اور عریف اکثر عدالت میں شہادت دیتے تھے اور انصاف کے قیام میں معاونت کرتے تھے۔
- **فوجی قیادت:** نقیب اور عریف، اپنے گروہ یا قبیلے کے نوجوانوں کی فوجی تربیت میں بھی حصہ لیتے تھے اور انہیں جنگ کے لیے تیار کرتے تھے۔ جنگ کے دوران، نقیب اور عریف، فوجی حکمت عملی میں تعاون کرتے اور اپنے لوگوں کو جنگ کے میدان میں منظم کرتے تھے۔

علمی ودینی شخصیات:

عرفاء اور نقباء، اپنے قبیلے یا گروہ کے لوگوں کو علمی و دینی مجالس میں شرکت کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور علمی و دینی شخصیات سے فتویٰ اور تعلیم حاصل کرتے اور اپنے لوگوں کو بھی اس سے مستفید کرتے تھے۔

تعاون کے طریقے:

- **مشاورت:** نقیب اور عریف، اپنے قبیلے یا گروہ کی نمائندگی کرتے ہوئے دیگر اداروں اور شخصیات کے ساتھ مشاورت کرتے تھے۔
- **رابطہ کاری:** مختلف اسلامی اداروں اور اہم شخصیات کے ساتھ موثر رابطہ کاری کرتے تھے تاکہ لوگوں کے مسائل حل ہو سکیں۔
- **تنظیم وترتیب:** نقیب اور عریف، اپنے قبیلے یا گروہ کے اندر نظم وترتیب کو برقرار رکھتے اور دیگر اداروں کے ساتھ منظم اور احسن طریقے سے تعاون کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے مبارک عہد میں ان کا کردار اسلامی معاشرت کے مختلف پہلوؤں میں انتہائی اہم تھا۔ وہ لوگوں کے مسائل حل کرنے، نظم وضبط قائم رکھنے اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔

نظام کی اہمیت اور سادگی: عرفاء اور نقباء کا نظام اس دور کے سادہ معاشرتی اور سیاسی ڈھانچے کے مطابق تھا۔ اس میں کسی پیچیدگی یا بیوروکریسی کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ

- افراد کو اپنے قریبی قائدین تک رسائی آسان تھی۔
- معاشرتی اور فوجی امور کی تنظیم بغیر کاتب یا اہلکاروں کے، براہ راست قیادت کے ذریعے ہوتی تھی۔

یہ نظام اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کس طرح ابتدائی اسلامی معاشرے میں افراد کی نگرانی، ذمہ داریوں کی تقسیم اور قیادت کے اصول منظم کیے گئے تھے، جس نے ایک مضبوط اور منظم معاشرتی اور عسکری نظام کی بنیاد رکھی۔

نتیجۃ البحث:

لوگوں کے مسائل اور حقوق کے بارے میں بات کرنے اور فیصلے کرنے کے لیے عوام کو براہ راست شامل کیا جاسکتا ہے، یا وہ اپنے نمائندے چن کر ایسا کرسکتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ایک ایسا پلیٹ فارم بنانا ضروری ہے جہاں قبیلوں، عوامی گروہوں یا سیاسی جماعتوں کے نمائندے موجود ہوں۔ یہ نمائندے "نقیب" یا "عریف" کہلائیں گے اور ان کا کام عوام اور حکومت کے درمیان مسائل کے حل کے لئے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ ان نمائندوں کا انتخاب خود عوامی گروہ، قبیلے یا جماعتیں کریں گی تاکہ وہ ان کے مسائل اور خیالات کو حکومت تک پہنچا سکیں۔

یہ نظائر اور امثلہ نقیبوں اور عریفوں کے نظام کی وسیع پیمانے پر کثیر الجہتی فعالیت، جامعیت اور مؤثریت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ نظام نہ صرف جنگی امور میں بلکہ تعلیمی، معاشرتی اور اقتصادی شعبوں میں بھی کامیابی سے نافذ کیا گیا۔ اس سے عہد نبوی ﷺ میں معاشرتی نظم ونسق، فلاح وبہبود، عدل وانصاف کی

فراہمی، قوم کی دشمن سے حفاظت اور ترقی میں مددملی اور اسلامی معاشرتی ڈھانچے کو مضبوط بنیادیں فراہم کی گئیں۔کسی بھی ملک، قوم یا علاقے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں مضبوط قیادت (عرفاء ونقباء) اہم کردار ادا کرتی ہے۔

مسلمہ سچائی یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے تمام مناصب اور عہدوں پر فائز سرکاری حکام، نقباء و عرفاء اور سفراء کو اسلامی نظام حیات کی ترویج و اشاعت اور لوگوں کی تربیت و تزکیہ نفس کا فریضہ انجام دینے پر مامور کر دیا تھا، یہ تمام صحابی رسول ﷺ اخلاقیات کے بہترین معلم کی حیثیت رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ بہت جلد عصر نبوی ﷺ کے معاشرہ میں اخلاقی اقدار کو بالادستی حاصل ہو گئی تھی اور مجموعی طور پر مکمل معاشرہ قانون اور اخلاق کا پابند ہو گیا تھا۔عہد حاضر میں اقتدار کی نچلی سطح تک منتقلی سے، اعلیٰ تعلیم یافتہ اسلامی شعور رکھنے والے افراد کی تقرری سے، ایماندار اور اعلیٰ اخلاق کے مالک لوگوں کو اختیارات دینے سے معاشرے میں بہتری کی امید کی جاسکتی ہے۔عہد حاضر میں اسلامی نظام کے نفاذ کا جذبہ رکھنے والے حکمران، دانشور و علمائے کرام کی اسی طریقے پر عمل پیرا ہونے میں کامیابی ہے۔معاشرہ کی اصلاح میں رسول رحمت ﷺ کا یہ تربیتی اسلوب ہی معاون و مددگار ثابت ہوگا۔

حوالہ جات وحواشی:

1. کرمی، احمد عجاج، الادارۃ فی عصر الرسول ﷺ، القاہرہ: دار السلام، 1427ھ، ص:31

Kurmī, Aḥmad ʿAjjāj, al-Idārah fī ʿAṣr al-Rasūl ﷺ, al-Qāhirah: Dār al-Salām, 1427 H, p. 31

2. ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابی داؤد، باب فی العرافۃ، بیروت: دار الکتاب العربی 1430ھ، رقم الحدیث:2934

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ashʿath, Imām, Sunan Abī Dāwūd, Bāb fī al-ʿIrāfah, Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1430 H, Hadīth No. 2934

3. فیروز الدین، الحاج، مولوی، فیروز اللغات، لاہور: فیروز سنز، 2005ء، ص:۵۱۹

Fīrūz al-Dīn, al-Ḥāj, Mawlawī, Fīrūz al-Lughāt, Lahore: Fīrūz Sons, 2005, p. 519

4. الکتانی، محمد عبد الحئ، نظام الحکومت النبویہ، بیروت: للطباعہ والنشر والتوزیع، س-ن، ص:120

Al-Kātānī, Muḥammad ʿAbd al-Ḥay, Niẓām al-Ḥukūmah al-Nabawiyyah, Beirut: Liṭṭabāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ, S-N, p. 120

5. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار صادر، 1414ھ، 9/238

Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram, Lisān al-ʿArab, Beirut: Dār Ṣādir, 1414 H, 9/238

6. الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ حسینی، تاج العروس من جواہر القاموس، کویت: التراث العربی، 1407ھ، 6/195

Al-Zubaydī, Sayyid Muḥammad Murtaḍā Ḥusaynī, Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs, Kuwait: al-Turāth al-ʿArabī, 1407 H, 6/195

7. العسقلانی، احمد بن علی ابن حجر، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، بیروت: دار المعرفہ، 1379ھ، 13/148

Al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī ibn Ḥajar, Fatḥ al-Bārī bi Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1379 H, 13/148

8. مالک بن انس، امام، المؤطا، ابوظہبی: مؤسسۃ زید بن سلطان النیہان، 1425ھ، رقم الحدیث:1433

Mālik ibn Anas, Imām, Al-Muwaṭṭa, Abū Ẓabī: Muʾassasat Zayd ibn Ṣulṭān al-Nihān, 1425 H, Hadīth No. 1433

9. البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۴ھ، رقم الحدیث:2308

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-Muṣnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umar Rasūl Allāh ﷺ wa Sunanihi wa Ayyāmihi, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1404 H, Hadīth No. 2308

.10 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، بیروت: دار التراث، 1387ھ، 184/3

Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Rusul wa al-Mulūk, Beirut: Dār al-Turāth, 1387 H, 3/184

.11 خطیب تبریزی، ابو عبداللہ بن محمد، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب: الامارہ والقضاء، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ، رقم الحدیث: 3698

Khaṭīb al-Ṭabrezī, Abū ʿAbd Allāh ibn Muḥammad, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Kitāb: al-Amārah wa al-Qadhāʾ, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1424 H, Hadīth No. 3698

.12 ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ، رقم الحدیث: 2933

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ashʿath, Imām, Sunan Abī Dāwūd, Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1421 H, Hadīth No. 2933

.13 بدر الدین العینی، محمود بن احمد، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1421ھ، 25/24

Badr al-Dīn al-ʿAynī, Maḥmūd ibn Aḥmad, ʿUmdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1421 H, 24/25

.14 الہیثمی، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد فی منبع الفوائد، بیروت: دار الفکر، 1414ھ، 84/6

Al-Haythamī, Ḥāfiẓ Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Abī Bakr, Majmaʿ al-Zawāʾid fī Manbaʿ al-Fawāʾid, Beirut: Dār al-Fikr, 1414 H, 6/84

.15 الجوہری، امام اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغہ وصحاح العربیہ، بیروت: دار العلم للملایین، 1399ھ،، 1402/2

Al-Jawharī, Imām Ismāʿīl ibn Ḥamād, Al-Ṣiḥāḥ Tāj al-Lugha wa Ṣiḥāḥ al-ʿArabiyyah, Beirut: Dār al-ʿIlm li al-Malāyīn, 1399 H, 2/1402

.16 المائدہ : 12:5

Al-Mā'idah: 12:5

.17 ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت: موسسۃ قرطبۃ، 1421ھ، 130/5

Ibn Kathīr, Abū al-Fidāʾ Ismāʿīl ibn ʿUmar, Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm, Beirut: Muʾassasat Qurṭubah, 1421 H, 5/130

.18 ابن ہشام، عبدالملک الحمیری، السیرۃ النبویہ، بیروت: دار الکتاب العربی، 1410ھ، 65-66/2

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik al-Ḥumayrī, Al-Sīrah al-Nabawiyyah, Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1410 H, 2/65-66

.19 ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، البدایہ والنھایہ، الریاض: دار عالم الکتب، 1418ھ، 13/4

Ibn Kathīr, Abū al-Fidāʾ Ismāʿīl ibn ʿUmar, Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, al-Riyāḍ: Dār ʿĀlam al-Kitāb, 1418 H, 4/13

.20 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع المُختصر من السنن عن رسول اللہ ﷺ ومعرفۃ الصحیح والمعلول وماعلیہ العمل، بیروت: دار الفکر، 1414ھ، رقم الحدیث: 3785

Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, Al-Jāmiʿ al-Mukhtaṣar min al-Sunan ʿan Rasūl Allāh ﷺ wa Maʿrifat al-Ṣaḥīḥ wa al-Maʿlūl wa Mā ʿalayh al-ʿAmal, Beirut: Dār al-Fikr, 1414 H, Hadīth No. 3785

.21 سیرت ابن ہشام، 130/2

Sīrat Ibn Hishām, 2/130

.22 صحیح بخاری، رقم الحدیث: 3976

Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Hadīth No. 3976ے

.23 القشیری، مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1374ھ، رقم الحدیث: 1829

Al-Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, Al-Muṣnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min al-Sunan bi Naql al-ʿAdl ʿan al-ʿAdl ʿan Rasūl Allāh ﷺ, Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1374 H, Hadīth No. 1829

24. ایضاً، رقم الحدیث:4724

Ibid, Hadīth No. 4724

25. سیرت ابن ہشام، 3/220-221

Sīrat Ibn Hishām, 3/220-221

26. صحیح بخاری، رقم الحدیث:2731

Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Hadīth No. 2731

27. صحیح بخاری، رقم الحدیث:4261

Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Hadīth No. 4261

28. ابن قیم، محمد بن ابی بکر، الجوزیہ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1415ھ، 1/100

Ibn Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, Al-Jawzīyah, Zād al-Maʿād fī Hudā Khayr al-ʿIbād, Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1415 H, 1/100

29. صحیح مسلم، رقم الحدیث:2286

Ṣaḥīḥ Muslim, Hadīth No. 2286

30. سیرت ابن ہشام، 1/300

Sīrat Ibn Hishām, 1/300

31. ایضاً، 2/48

Ibid, 2/48

32. صحیح مسلم، 3/236

Ṣaḥīḥ Muslim, 3/236

33. ایضاً، رقم الحدیث:1764

Ibid, Hadīth No. 1764

34. ایضاً، رقم الحدیث:7024

Ibid, Hadīth No. 7024